بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہابی مذہب
کی حقیقت

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، راہبرِ شریعت حضرت صاحبزادہ الحاج

پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دربارِ عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف (گجرات)

مصنف

مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی علیہ الرحمۃ

ناشر قادری کتب خانہ

تحصیل بازار، ۹۰ سیٹھی پلازہ

سیالکوٹ

ساڑھے پانچسو مستند کتب کے حوالہ جات سے

وہابی مذہب کی حقیقت

حسبِ الارشاد

سیدی پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب قادری نور اللہ مرقدہٗ
زیب سجادہ دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

مُصنّفہٗ

کاشف اسرارِ وہابیت مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری کوٹلوی علیہ الرحمۃ
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ
جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ___ وہابی مذہب کی حقیقت

تالیف ___ مناظرِ اسلام، فخرِ اہلسنّت مولانا علامہ الحاج
ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی علیہ الرحمۃ

باہتمام ___ صاحبزادہ محمد حامد ضیا قادری رضوی

ناشر ___ قادری کتب خانہ
تحصیل بازار/۹۰ سیٹھی پلازہ سیالکوٹ

تزئین خطاط ___ محمد ارشد سلیم قادری چنوں موم سیالکوٹ

اشاعت بار اول ___ ۱۹۶۸ء

اشاعت دوازدہم ___ فروری ۲۰۰۵ء/ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

ضخامت ___ ۷۳۶ صفحات

قیمت ___ [redacted] روپے

انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو سیدی، سندی، مخدومی، اعلیٰحضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملت علامہ حافظ ———

شاہ محمد احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ

سے منسوب کرتا ہے جنہوں نے اس صدی میں اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع کو فروزاں کیا۔ دین کا لبادہ اوڑھنے والے نام نہاد تبلیغی و اسلام کے دشمنوں کی نقاب کشائی اور نشاندہی کرتے ہوئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا اور مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت کے عقائد کا تحفظ کرتے ہوئے اُمّتِ مسلمہ پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

میرے عبد المصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ تیرا قلم
دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے شمشیر ہے!

فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ
سیالکوٹ

ہندوؤں اور سکھوں سے تعلقات

اب وہابیہ نجدیہ کے ناخواندہ (جاہل) امیر المومنین سید احمد اور نام نہاد مجدد اسماعیل دہلوی قتیل کے سکھوں اور ہندوؤں سے تعلقات بھی ملاحظہ فرما لیں۔ سید احمد نے رنجیت سنگھ کی افواج کے جنرل بدھ سنگھ کو خط لکھا تو اُس میں بہت القاب لکھے۔ اور ان الفاظ سے خط کی ابتدا کی۔

"از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر اہبت تخمیر۔ سپہ سالار جنود و عساکر مالکؔ خزائن و دفاتر۔ جامع ریاست و سیاست۔ حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ۔ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ۔

(حیات طیبہ ص۳۰۳، تواریخ عجیبہ ص۲۵ مطبوعہ دہلی)

وہابیہ نجدیہ کے میرزا حیرت دہلوی نے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد اور اسماعیل دہلوی کے منشی کا نام ہیرا لال لکھا ہے۔ (حیات طیبہ ص۸)

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی فوج کے توپچی بھی ایک سکھ تھا

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جن حضرات کی فوج (ARMY) کے توپچی اور منشی ہندو اور سکھ ہوں۔ اور عظمت و رفعت والے القاب سے خط و کتابت ہو۔ کیا ایسے حضرات کا جہاد ہندوؤں اور سکھوں سے ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔ ان کا جہاد عشاقِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہی تھا۔

لہ سید احمد کے نزدیک ایک سکھ مالک خزائن و دفاتر ہے۔ مگر اس کے چیلے اور چیلوں کے نزدیک امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سید الاولیاء علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں ہیں۔

نعوذ باللہ (فقیر قادری محمد ضیاء اللہ غفرلہٗ)

نیز جس قوم کے ساتھ جہاد کیا جائے کیا وہ مخالف فریق کے مُردوں کو نہایت تعظیم و تکریم سے دفن کرتی ہے۔ اور ان کی قبریں بناتی ہیں؟ قطعاً نہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ کے مورخ مرزا حیرت دہلوی رقمطراز ہیں کہ:

"راجہ شیر سنگھ نے اُسی لاش (اسماعیل دہلوی کی لاش) پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانوں اور نیز ملکیوں سے اُس پر نمازِ جنازہ پڑھوا کر بڑے اعزاز اور اکرام سے اس کو دفن کرا دیا۔

(تواریخ عجیبہ ص۱۶۹ مطبوعہ دہلی)

دیوبندیوں کے مولوی عبید اللہ سندھی بھی رقمطراز ہیں کہ:

"واقعہ بالاکوٹ میں بقیۃ السیف مجاہدین کو امیر شہید (سید احمد) کا جنازہ نہ ملا۔ بات یہ ہوئی کہ سکھوں نے امیر شہید کا سر کاٹنے کے بعد مقامی مسلمانوں کی معرفت فوجی اعزاز کے ساتھ آپ کو دفن کروایا" (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص۱۲۹)

اس کتاب کے حاشیہ پر محشی نے مزید لکھا ہے کہ:

"سکھوں کا رسالہ جنازہ کے ساتھ تھا۔ شیر سنگھ نے اپنا خاص دوشالہ جنازہ پر ڈالنے کے لیے بھیجا۔ (حاشیہ کتاب مذکور ص۱۳۰)

جعفر تھانیسری نے سید احمد بریلوی کی لاش کے بارے میں سکھوں کا طرزِ عمل بھی ان الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ:

"چنانچہ اُنہوں نے ایک بے سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے۔ اُسی بے سر کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دوشالہ ڈلوا کر اور نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اُس کو دفن کرایا۔ اسی بنیاد پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالاکوٹ میں موجود ہے"

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ:

"سیداحمد کو ... سنگھ نے بتعظیم واکرام عام مزار تیار کیا۔"

(امداد المشتاق ص ۹۱)

غیر مقلدین کے مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد واسماعیل دہلوی) کی نعشوں کو شناخت کراکر نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں دفن کرادیا۔"

(حیات طیبہ ص ۵۳۵، تواریخ عجیبہ ص ۱۷۹)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا وہابیہ اپنے تاریخ کو اتف سے اظہر من الشمس ہے کہ اسماعیل دہلوی قتیل اور سید احمد کا یہ نام نہاد جہاد سکھوں اور ہندوؤں سے نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک ڈھونگ تھا۔ اور مسلمانوں کے قتل عام کرنے کا ذریعہ اور انگریزوں کو مضبوط کرنے کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔

اپنے مجدد دین سید احمد اور اسماعیل دہلوی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دور کے وہابیوں نے بھی ہندوؤں اور سکھوں سے تعلقات استوار رکھے۔ اپنے اکابر کی روش کو ہی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اُنہوں نے ہندوؤں اور سکھوں کی جماعت کانگریس کی پُرزور حمایت کرتے ہوتے پاکستان کی مخالفت کی اور اُس میں شامل ہوتے۔

نہرو کی جوتی پر دس ہزار جناح قربان کیے جاسکتے ہیں

دیوبندی احراری لیڈروں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جاسکتے ہیں۔ (چمنستان ص ۱۶۵ از ظفر علی خاں)

دیوبندی مولوی کے نزدیک نہرو ایمان کا شعلہ منور ہے

دیوبندیوں کے مولوی اقبال سہیل نے نہرو کی شان میں جو لکھا ہے۔ اُس کا ایک شعر دیوبندیوں کے ماہر القادری نے

اپنے ماہنامہ فاران میں درج کیا ہے۔

اخلاق کی صورتِ مجسم — ایمان کا شعلہ منور

(فاران کراچی ص ۵۳ نومبر ۱۹۵۲ء)

مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اسی لیے عطاء اللہ بخاری اور احرار کے متعلق لکھا ہے کہ:

نہرو جو کہ دولہا تو دُلہن مجلس احرار
ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی
ہندوؤں سے ہے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

(چمنستان ص ۱۵۹)

احراری پاکستان کو ہندوؤں کے حوالے کرنے میں کوشاں رہتے ہیں

احراری خود زندگی بھر تقسیم ہند کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت کرکے پورے کا پورا پاکستان ہندوؤں کے حوالے کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

مولوی ظفر علی خاں نے اسی لیے احرار کے متعلق لکھا تھا۔

حرف پنجاب میں ناموس نبی پر آیا!
قائم اس ظلم کی بنیاد ان اشرار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(چمنستان ص ۲۰)

دیوبندیوں کے نزدیک گاندھی شہید ہے

دیوبندیوں کے مولوی اقبال سہیل نے گاندھی کی شان میں بھی شعر لکھے ہیں جس میں اُس کو بقائے دوام اور منصب شہادت کا مالک گردانا ہے چنانچہ

لکھتا ہے۔

تیری شان کون گھٹا سکے ! اُسے خُود خدا نے بڑھا دیا
کہ تجھے بقائے دوام دی تجھے منصب شہدا دیا

(ماہنامہ فاران کراچی ص۵۳ نومبر ۱۹۵۳ء)

دیوبندیوں کی نظر میں گاندھی کی بے مثال عظمت

دیوبندیوں کے مولوی منظور نعمانی نے لکھا ہے کہ:

"اس میں شبہ نہیں کہ گاندھی جی کی ہستی اس زمانہ میں ممتاز ترین ہستی تھی اور بلاشبہ وہ بعض ایسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے جو اس زمانہ میں خصوصاً بڑے لوگوں میں بالکل عنقا ہیں۔

پھر گاندھی جی کی ان خصوصیات کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ:

اُنہوں نے اس کا ایک زندہ ثبوت فراہم کیا کہ ایک یکا مذہبی اور خُدا پرست شخص بھی کامیاب ترین سیاسی لیڈر ہو سکتا ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔"

خلاصہ کلام یہ کہ گاندھی جی عہدِ حاضر کے سیاسی لیڈروں میں یقیناً بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔ اور بعض بہت اعلےٰ اخلاق اوصاف کے حامل اور روحانیت پسند درویش صفت انسان تھے۔ اوران کی زندگی سے مادیت کے اس دور میں اخلاق اور روحانیت کے شعبوں میں بڑی تقویت حاصل ہوئی اور ان حیثیتوں سے ان کی شخصیت دُنیا کے لیے قابلِ تقلید اور مستحقِ احترام ہے۔"

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ ص۴۳، ۴۴، ۴۶ ماہ رجب المرجب ۱۳۶۷ھ)

مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اپنی جماعت کے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے محبوب مولوی ابوالقاسم بنارسی کو گاندھی اور نہرو کی آواز کا لاؤڈ سپیکر قرار

دیا ہے۔

(پیغامِ ہدایت ص۸۲)

داؤد غزنوی ہندوؤں سے مایوس نہیں

وہابیوں کے مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی نے اپنے فرقہ کے مولوی داؤد غزنوی کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مولوی داؤد صاحب اپنی قوم (وہابیہ) سے سخت مایوس ہیں لیکن ہندو قوم کانگریس سے مایوس نہیں۔ صبح و شام ان کے کام کرتے رہتے ہیں اور اُن کے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور اپنی جماعت کا کوئی کام نہیں کرتے۔ اور درس تک بھی نہیں۔ حالانکہ بورڈ لگا رکھا ہے کہ یہاں روزانہ درس ہوتا ہے جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔"

(الجسر البلیغ ص۱۲۸ ج۱)

وہابیوں کا مسلمانوں پر ظلم و ستم

دیوبندی حضرات کے مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے اپنی کتاب "تذکرۃ الرشید" میں سید احمد بریلوی کے نام نہاد جہاد کا تذکرہ جن الفاظ سے کیا ہے۔ اُس سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ یہ جہاد مسلمانوں سے ہی تھا چنانچہ لکھا ہے کہ:

"سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خان حاکمِ یاغستان سے کیا تھا۔
(تذکرۃ الرشید ص۲۷۰ ج۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکمِ یاغستان سے کیا تھا۔ سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خاں کے پاس بھیجا۔ وہ تن تنہا یار محمد خاں کے پاس پہنچا اور پیغام سُنایا۔ اُس نے جواب دیا سید سے کہہ دے وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے۔ اُس کے لیے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کرکے مارے جاویں

گئے۔" (ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ سہارنپور)

تاریخ ہزارہ میں درج ہے کہ:

"سید شہید نے پائندہ خاں کے ملک کو فتح کرنے کا عزم کیا۔ مدد خاں اور سربلند خاں کی رہنمائی میں کوہستان کے راستہ سے آئے۔ پائندہ خاں اپنی فوج سوار و پیادہ کے ساتھ انب میں تیار کھڑا تھا۔"

(تاریخ ہزارہ صفحہ ۴۷)

وہابیوں کے مورخ مرزا حیرت دہلوی واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

"مولانا اسماعیل دہلوی کی پہلی نظریں (درّانی مسلمانوں) کی توپوں پر لگ رہی تھیں۔ آپ سب سے پہلے ان ہی (درّانی مسلمانوں) پر جا پڑے۔

گولہ انداز نے مہتابی کو روشن کر کے چاہا کہ پہلے مولانا شہید کو اُڑا دوں کہ مولانا نے تلوار کا پھرتی سے وار کر کے اس کی گردن اُڑا دی۔ دوسرا توپچی بھی یوں ہی مارا گیا۔ مولانا شہید نے فوراً وہ دونوں توپیں درّانیوں کی طرف پھیر کر فائر کرنے شروع کیے۔ ایک وفادار ہندو (راجہ رام) جو مولانا شہید پر فریفتہ تھا۔ گولہ اندازی پر مقرر ہوا۔ اس نے اس پھرتی سے گولہ باری کی کہ درّانیوں (مسلمانوں) کے پاؤں اُکھڑ گئے ادھر مولانا شہید ان پر ٹوٹ پڑے۔ تکبیروں کی آوازیں خوب زور شور سے بلند ہو رہی تھیں۔ بھلا اب درّانی کیوں کر میدانِ جنگ میں ٹھہر سکتے تھے اپنا کل سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب وہ فرار ہو رہے تھے۔ سید صاحب ان پر آپڑے تھے۔ جتنے درّانی (مسلمان) مارے گئے تھے۔ ان کی ٹھیک ٹھیک تعداد معلوم نہیں۔ ہاں جن مُردوں کو وہ میدان میں چھوڑ گئے تھے۔ وہ چار سو سے زیادہ تعداد میں تھے۔ مولانا شہید کی فوج کا ایک آدمی بھی زخمی نہ ہوا تھا۔" (حیاتِ طیبہ صفحہ ۳۲۹، ۳۳۰)

زبردستی نکاح کرنا

میرزا حیرت دہلوی سید احمد آف رائے بریلی کا اپنے طرفداروں کا زبردستی نکاح کرنے کا تذکرہ اس طرح درج کرتے ہیں کہ:

"سید صاحب نے صدہا نمازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا کہ وہ شرع محمدی کے موافق عمل درآمد کریں۔ مگر ان (سید احمد، اسماعیل دہلوی) کی سختیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ اور بعض اوقات بیوہ خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان (وہابیوں) سے نکاح کر لیں۔ اکثر بیوائیں جو بعض حالات میں نکاحِ ثانی کرنا پسند نہ کرتیں زبردستی مسجد میں لے جا کر اُن کا نکاح پڑھا جاتا۔ (حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۵۵)

"ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاحِ ثانی ہو۔ مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے ہیں اس کے سوا ان کا کچھ چارہ نہ تھا۔"

(حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۵۵-۲۵۶)

"پشاور شہر کے قاضی سید مظہر علی (وہابی) نے اسماعیل دہلوی کے فتوے کے مطابق اعلان کر دیا کہ تین دن کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رانڈیں (بیوہ) ہیں۔ سب کا نکاح ہو جانے ضروری ہیں۔ ورنہ اگر کسی گھر میں رانڈ رہ گئی تو اس گھر کو آگ لگا دی جائیگی۔ (حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۵۵)

ایک یورپین مورخ ہنٹر اپنی کتاب (THE INDIAN MUSLIMS) (دی انڈین مسلمز) میں لکھتا ہے کہ:

"چونکہ آپ (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کے ساتھی غریب الوطن تھے۔ اور اب ان کو جوڑوں کی بھی خواہش تھی تو آپ نے ایک فرمان جاری کیا کہ جتنی کنواری لڑکیاں ہیں وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں مجاہدین کے لیے حاضر کی جائیں۔" (حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۹۴)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے ہر صاحبِ شعور اندازہ کر سکتا ہے کہ قوم وہابیہ نے کیسے کیسے ظلم وستم مسلمانوں پر کیے ہیں۔ اسی قوم کے متعلق ہی نبی غیب دان محبوبِ ربِ دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نشان دہی فرمائی ہے۔

یقتلون اھل الاسلام و یدعون اھل الاوثان۔	مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

(صحیح مسلم شریف ص۳۴۱)

مسلمانوں پر ان کے ظلم وستم کی جب انتہا ہو گئی اور عوام پر جب ان کی بد عقیدگی بھی آشکارا ہو گئی تو مسلمان ان کے خلاف ہو گئے اور ان کے مشن کو قبول نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد دونوں کے ہاتھوں ہی مارے گئے۔

اسماعیل دہلوی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا

قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب انوار آفتابِ صداقت میں تاریخِ ہزارہ کے حوالہ سے درج کیا ہے کہ:

"جرگہ یوسف زئی پٹھان جو کہ سکھوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے۔ ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں کا نکاح خود کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی۔ اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں

پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ اِدھر پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر پٹھان غالب ہوتے ہوئے نظر آئے۔ تو ایک روز خود مولوی اسماعیل پٹھانوں سے مقابلہ کے لیے نکلا۔ ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گرلی چپ کی۔ کہ سب سے اوّل اسماعیل ہی کا خاتمہ کر دیا اور وہیں ختم ہو گیا۔

(انوارِ آفتابِ صداقت ص۵۱۹)

صحیفہ اہلِ حدیث کی گواہی

غیر مقلدین حضرات کے پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی نے بھی اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ اسماعیل دہلوی کو ہندوؤں سکھوں نے نہیں مارا بلکہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ صحیفہ کی اصل عبارت یہ ہے۔

"قربان جاؤں اس شہید اکبر پر کہ علمِ توحید بلند کرتا ہوا دہلی سے کشمیر اور ملتان تک لڑتا چلا گیا۔ سکھوں سے بارہ جنگیں اس فاتحانہ شان سے کیں کہ خالصیت کا جنازہ نکل گیا۔ اور باطل کے پرخچے ہو کر فضائی آسمانی میں اُڑنے لگے۔ اور آخر کار کشمیر کے ایک منافق کی ریشہ دوانیوں سے نعرہ تکبیر بلند کرتا ہوا بالاکوٹ کی سرزمین میں شہید اعظم ہو کر ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ (صحیفہ اہلحدیث یکم ذی الحج ۱۳۷۲ھ ص۹)

قارئینِ کرام! صحیفہ اہلحدیث والوں نے جس کے ہاتھ سے مولوی اسماعیل دہلوی مارا گیا اُس کو منافق لکھا ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کو منافق نہیں کہا جاتا بلکہ منافق اس کو کہتے ہیں۔ جو بظاہر مسلمان ہو۔ باقی رہا مسلمان کو منافق و کافر اور مشرک لکھنا تو یہ ان غیر مقلدین وہابی حضرات کا عام شیوہ ہے وہ تو یارسول اللہ کہنے والے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نور ماننے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب عطائی کے قائل اہلسنت وجماعت کو کافر و مشرک گردانتے ہیں۔

مندرجہ بالا مستند حوالہ جات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ وہابیہ کے مجدد اسماعیل دہلوی قتیل مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے ہندوؤں سکھوں کے ہاتھوں نہیں۔

وہابیوں کے نام نہاد مجدد دین اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کی اس قتل و غارت کو جہاد کے نام سے یاد کرنا بھی غلطی ہے۔ دراصل یہ ساری تحریک اکابر وہابیہ نے انگریز کو مضبوط کرنے کے لیے چلائی تھی جب سکھوں اور ہندوؤں نے انگریزوں سے صلح کر لی اور انگریزی حکومت کی حمایت کر دی تو انگریزی حکومت نے ایک خط وہابیہ کی اس تحریک کے سپاہی مولوی ولایت علی اور مولوی عنایت علی کے نام لکھا جس کا تذکرہ بھی اسی تحریک کے سپاہی جعفر تھانیسری نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ :

"اُس وقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ کی حمایت میں ہے۔ اس وقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیئے کہ اب اُس کے ساتھ لڑائی بھڑائی مت کرو۔" (تواریخ عجیبہ ص۱۹۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! اب مستند کتب کے حوالہ جات سے اس حقیقت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ دیوبندی، غیر مقلد وہابیوں کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے۔

دیوبندی، غیر مقلد وہابیوں کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے۔

اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

وہابیہ نجدیہ کے مرزا حیرت دہلوی نے اپنی کتاب حیات طیبہ[1] میں لکھا ہے کہ:

کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں اور دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

---

[1] حیات طیبہ مولانا اسماعیل۔۔۔ کی مکمل سوانح عمری مع مختصر سوانح امیر المسلمین سید احمد رائے بریلوی مولانا صاحب کے حسب و نسب اور زندگی بھر کے کارہائے نمایاں درج ہیں۔ توحید و سنت کی اشاعت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ہے۔ آخر میں سکھوں کے ساتھ مذہبی جہاد اور لڑائیوں کا حال اور ان کی کیفیت درج ہے۔ مردہ قلوب کو حرکت میں لانا چاہتے ہو تو مطالعہ فرمائیں۔
(مصنفہ مرزا حیرت دہلوی) (اہلحدیث امرتسر ص۲ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء)

(حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ دہلی و تاریخ عجیبہ صفحہ ۲ مطبوعہ دہلی)

ہم سرکارِ انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلافِ اصول مذہب طرفین کا خون بلاسبب گرادیں۔ (تاریخ عجیبہ صفحہ ۹۱ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری)

مولوی عبدالرحیم صادق پوری کا بیان

مولوی عبدالرحیم صادق پوری نے بھی سید احمد کا انگریزوں کی حمایت میں سرگرم رہنے کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

"اتباع سید احمد کی یہ روش رہی کہ وہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے خلاف آمادۂ جہاد کرتے۔ اور دوسری طرف حکومتِ برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو انگریزوں کے مقابلہ سے روکتے تھے۔"

(مقالاتِ سرسید صفحہ ۲۵۲)

مولوی اسماعیل اور سید احمد کے خصوصی مرید جعفر تھانیسری لکھتے ہیں کہ:

"آپ (سید احمد بریلوی) کے سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکارِ انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔" (تواریخ عجیبہ صفحہ ۳۳۶)

مرزا حیرت دہلوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"مولوی اسماعیل صاحب نے اعلان دے رکھا تھا کہ سرکارِ انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔"

(حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۰۱)

سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ

سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کو جو وہابیہ جہاد کے

نام سے بیان کرتے ہیں یہ بھی ایک ڈھونگ ہے۔ یہ اسلام اور شریعتِ اسلامیہ کے لیے نہ تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ انگریز کا راستہ صاف کرنے اور اس کے پاؤں کو مضبوط کرنے کے لیے تھا۔ کیونکہ جب سکھوں نے انگریزوں سے صلح کر لی تو پھر اسماعیل دہلوی قتیل اور سید احمد نے اپنا نام نہاد جہاد ان کے خلاف بند کر دیا۔ اور اس کے بند کرنے کے لیے انگریز نے ہی ان کی جماعت مجاہدین کے امیر کو خط لکھا۔ اُس خط کا مضمون جماعت مجاہدین کے ایک فرد جعفر تھانیسری اپنی کتاب حیات سید احمد شہید میں ان الفاظ سے لکھتے ہیں کہ:

"جب گلاب سنگھ اور سرکارِ انگریزی کا آپس میں معاہدہ ہو گیا۔ تو اُس وقت سرکارِ انگریزی نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب لکھا کہ اب گلاب سنگھ سرکارِ انگریزی کی حمایت میں ہے۔ اس وقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیئے کہ اب اس کے ساتھ لڑائی بھڑائی مت کرو۔"

(تواریخ عجیبہ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دہلی)

جعفر تھانیسری لکھتے ہیں کہ:

"اس کے بعد مجاہدین نے لڑائی بند کر دی ہتھیار سرکار کے پاس جمع کرا دیئے اور قیمت وصول کر لی۔ انگریزوں نے مجاہدین کا شاندار استقبال کیا اور ان کی دعوتیں بھی کیں۔" (حیات سید احمد)

قارئین حضرات! اب مندرجہ بالا جماعت مجاہدین کے ایک مجاہد کی تحریر سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہابیوں کا یہ سب کچھ انگریزوں کے ایماء پر اور ان کے پاؤں مضبوط کرنے اور حمایت کے سلسلہ میں ہی تھا۔ جماعتِ مجاہدین کا انگریزوں کے پاس ہتھیار جمع کرانا بھی اس پر بیّن شہادت ہے۔ نیز انگریزوں کا مجاہدین کا شاندار استقبال کرنا پھر ان کی دعوتیں کرنا سے صاف عیاں ہے کہ یہ

سب ڈھونگ تھا اور ڈھونگ بھی انگریز کی وفاداری کے لیے تھا۔" ان حقائق کے ہوتے ہوئے اگر وہابی یہ کہیں کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ تو محض کذب بیانی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی لکھتے ہیں کہ:

"سید احمد بریلوی کا کوئی ہمعصر مؤرخ اس بات کا اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا کہ وہ (سید احمد) انگریزوں کا بھی دشمن تھا۔ اور ان کے خلاف جہاد کرتا یا جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ ان ہمعصر مؤرخوں کے واضح بیانات کی موجودگی میں اب ۱۷۰ برس کے بعد یہ کہنا کہ نہیں حضرت شہید انگریزوں کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے" ایک ایسا دعوےٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں رکھتا"

(حاشیہ مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص۲۴۹)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے انگریزوں کے خلاف فتوےٰ کیوں نہ دیا تھا۔ اس کی صرف اور صرف وجہ یہ تھی کہ وہ انگریزوں کا پٹھو اور وفادار تھا۔ ان کو انگریزوں سے مدد ملتی تھی۔ جس کا ثبوت درج کیا جاتا ہے۔

سید احمد اور اسماعیل دہلوی کو انگریزوں سے مدد ملتی تھی

سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی نام نہاد تحریک جہاد کے ایک سرگرم رکن جعفر تھانیسری کی عبارت اہل سنت وجماعت کے اس موقف کی (ان کا جہاد انگریزوں سے نہیں تھا۔ اور یہ انگریزوں کے پٹھو اور وفادار تھے) بہت زیادہ تائید کرتی ہے وہ عبارت یہ ہے:

اس سوانحہ اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید

لہ جیسا کہ مولوی غلام رسول مہر نے حقائق کو ٹھکراتے ہوئے کہا ہے۔

صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکارِ انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی۔ تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی"

(تواریخ عجیبہ ص۱۸۲ مطبوعہ دہلی)

حسین احمد مدنی کی گواہی

ممدوح الوہابیہ مولوی حسین احمد مدنی نے بھی سید احمد کو انگریزوں سے مدد ملنے کا تذکرہ ان الفاظ میں اپنی خود نوشت سوانح حیات میں کیا ہے۔

"جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی"

(نقش حیات ص۱۲ ج ۲)

مرزا حیرت دہلوی کی گواہی

غیر مقلدین کے مؤرخ اور سید احمد کے مرید خاص مرزا حیرت دہلوی بھی انگریزوں سے مدد ملنے کی گواہی اس طرح دیتے ہیں کہ:

"جب مجاہدین سرحد میں مصروف جہاد تھے تو انگریزوں کو اس کا مکمل طور پر علم تھا۔ اور انہوں نے اسی لیے اس تحریک میں مزاحمت نہ کی۔ انگریزی سلطنت سے چندہ جمع ہو کر مجاہدین کو برابر پہنچتا رہا اور انگریزوں نے اس میں دست اندازی نہ کی۔ بلکہ ایک بار جب سات ہزار روپے کی ہنڈی ایک ہندو ساہوکار کی وجہ سے نہ پہنچی۔ تو عدالت انگریزی میں مولانا محمد اسحاق نے مقدمہ دائر کر دیا۔ اور حکومت انگریزی نے جماعت مجاہدین کے مذکورہ فرد کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اور ہنڈی سید صاحب کو وصول ہو گئی"

(حیات طیبہ ص۔)

حج پر جاتے وقت سید احمد بریلوی کو انگریز نے کھانا پیش کیا!

جعفر تھانیسری نے سید احمد بریلوی کے حج پر جاتے وقت راستہ میں ایک انگریز کا سارے قافلے کو کھانا کِھلانے کا واقعہ درج کیا ہے کہ:

"ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیوں میں رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے۔ اُس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب (سید احمد بریلوی) کہاں ہیں۔ جب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا۔ اور بعد سلام و مزاج پُرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور اس طرف تعینات کر رکھے تھے آج اُنہوں نے مجھ کو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کُل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں۔ براہِ بندہ نوازی اس کو قبول فرمائیں۔ حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لے کر قافلے میں تقسیم کر دو۔ قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا۔ اور پھر رُخصت لے کر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا۔"

(مخزن احمدی ص ۹۸)

(تواریخ عجیبہ ص ۹۱، ۱۲۲، سیرت سید احمد ص ۱۹۰ ج ۱)

گُل محمد صاحب فیضی اپنی تصنیف "آزادی کی ان کہی کہانی" میں لکھتے ہیں کہ:

"مخزن احمدی اور سیرت سید احمد شہید میں انگریز دوستی کے کئی واقعات ملتے ہیں مثلاً

(۱) سید احمد بریلوی کے انگریزوں سے بڑے خوشگوار تعلقات تھے اور انگریزی فوج کے محکمہ توپ خانہ کا داروغہ سید صاحب کا بڑا مخلص تھا۔ جس کا نام محمد حسین تھا۔

(۲) انگریز سید صاحب کی حوصلہ افزائی کے لیے انہیں اپنے ہاں وعظ اور تبلیغ کی دعوت دیتے تھے۔ ایک وعظ میں دس دس ہزار کا مجمع تھا۔

(۳) انگریزوں نے سید صاحب کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی عورتوں کو سید صاحب کا مرید کرایا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس وقت تک بہت ہی کم انگریز عورتیں ہندوستان آئی تھیں۔ یہ دیسی عورتیں تھیں جو انگریزوں کے یہاں پیشہ ور عورتوں کی حیثیت میں رہتی تھیں۔ منڈرو فرنگی کی بیوی کا بیعت ہونا ناقابلِ تردید واقعہ ہے۔ بیعت کے بعد اس عورت نے سید صاحب کو مال و زر بطور نذرانہ بھی دیا۔"

(آزادی کی ان کہی کہانی ص ۴۷)

قارئینِ عظام! یہ انگریز دُشمنی ہے یا کہ انگریز دوستی ہے؟ انگریز کا پکایا ہوا کھانا وہابیوں کے امیر المومنین سید احمد قبول کر رہے ہیں۔ وہابی تو انگریز کے وظیفہ خوار ہیں۔

اب تو وہابیوں کے اس ڈرامہ کی قلعی ان ہی کی کتابوں سے اچھی طرح کُھل گئی اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ وہابی حضرات کے امیر المومنین سید احمد اور نام نہاد شہید اسماعیل دہلوی انگریزوں کے پٹھو تھے۔ اور انگریزوں کے وفادار اور نیاز مند تھے اگر کچھ غیرتِ ایمانی اور حمیت ہو گی تو اب وہابی کبھی بھی یہ نہیں کہیں گے کہ ہم نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا بلکہ یہ کہیں گے ہم تو ان کے وفادار اور پٹھو تھے۔ انگریز تو ہم کو کھانا کھلاتا تھا۔

سید احمد بریلوی نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوےٰ اور برٹش حکومت کی مخالفت اس لیے نہیں کی تھی کیونکہ وہ اُس حکومت کو اپنی حکومت سمجھتے تھے جیسا کہ جعفر تھانیسری نے سید صاحب کی پیشین گوئی کہ "ملک پنجاب میرے ہاتھوں فتح ہو گا اور اس سے قبل مجھے موت نہ آئے گی" کی جو تاویل تواریخ عجیبہ

میں کی سے سے واضح ہے۔ تاویل کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ جب پنجاب انگریزوں کے ہاتھوں فتح ہوا تھا تو اُس وقت سید احمد بریلوی اس دُنیا سے کوچ کر گئے تھے۔ اور آپ کی پیشین گوئی یہ تھی کہ ملک پنجاب میرے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ اور اس سے قبل مجھے موت نہ آئے گی لہٰذا وہابیوں نے جو تاویل کی وہ درج ہے:

'تو ضرور ہوا کہ اس وقوعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ میں آگئی جس کو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں۔ اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی۔ جو ظہور میں آئی۔' (تواریخ عجیبہ ص۱۸۱)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا مستند مؤرخین کی کتب کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابی اکابر نے انگریزوں کی حکومت کو مضبوط کرنے کے سلسلہ میں نمایاں کام کیا۔ بلکہ انگریزوں کی حکومت کو وہ اپنی حکومت ہی سمجھتے تھے۔

انگریز حکومت میں عیسائیت کی تبلیغ

اب جب انگریز کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ان کی معاونت ان کو حاصل ہوگئی تو انگریز حکومت میں عربی اور دینی تعلیم کی قدر و قیمت لوگوں کے ذہن سے ختم کرنے کی کوشش شروع ہوگئی۔ جس کا تذکرہ 'مقالاتِ سرسید' میں بایں الفاظ ہے:

'قدر عربی کی بہت کم ہوگئی اور فقہ اور حدیث کی تعلیم یکسر جاتی رہی فارسی بھی چنداں قابلِ لحاظ نہ رہی تعلیم کی صورت اور کتابوں کے رواج نے بالکلیہ تغیر پکڑا۔ اُردو اور انگریزی کا رواج بہت زیادہ ہوا۔ جس کے سبب سے وہی شبہ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان کے مذہبی علوم کا معدوم کرنا منظور ہے۔ قائم ہوگیا۔

یہ سب خرابیاں لوگوں کے دلوں میں ہو رہی تھیں کہ دفعتہً ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے دارالامارت کلکتہ سے عموماً اور خصوصاً سرکاری معزز نوکروں کے پاس چٹھیات بھیجیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اب تمام ہندوستان میں ایک عملداری ہوگئی۔ تار برقی سے سب جگہ کی خبر ایک ہوگئی۔ ریلوے سڑک سے سب جگہ کی آمد و رفت ایک ہوگئی۔ مذہب بھی ایک چاہیئے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی ایک مذہب ہو جاؤ۔' (مقالاتِ سرسید ص۳۳ حصہ نہم)

میاں نذیر حسینؒ دہلوی!

مولوی اسماعیل دہلوی کے بعد دہلی کے ایک اور وہابیہ نجدیہ کے محدث اور بزرگ میاں نذیر حسین صاحب بھی انگریزوں کے پٹھو تھے اور انگریز حکومت کے وفادار تھے۔ جس کا ثبوت غیر مقلدین ہی کی لکھی ہوئی ان کی سوانح حیات 'الحیات بعد

لہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ الحیات بعد الممات سوانحعمری جناب شمس العلماء نذیر حسین صاحب دہلوی جس میں جملہ حالات از ولادت تا وفات نہایت معتبر ذرائع سے موزوں طریق پر قلمبند کیے گئے ہیں۔

(اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۱۸ اپریل ۱۹۳۲ء ص۲ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء)

مولوی عبیداللہ سندھی وہابیوں کے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ 'مولانا نذیر حسین مولانا ولایت علی کے مدرسہ صادق پور پٹنہ کے ابتدائی طالب ہیں۔ بہار سے جب دہلی پہنچے تو مولانا محمد اسحاق اور ان کے اصحاب کی صحبت میں بیٹھے اور علمی تکمیل کی۔ غزوہ دہلی ۱۸۵۷ء تک مولانا اسحاق کے مسلک کے پابند رہے۔ اس کے بعد اگرچہ یہ حضرت نجدی تحریک اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف میلان ظاہر کرتے رہے۔ مولانا اسماعیل شہید کی اس مذکورہ جماعت کے احیاء کے سوا اور کوئی مقصد نہیں رکھتے تھے۔ بہرحال اسے انگریزی حکومت کے اثرات کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ (شاہ ولی اللہ اور اُن کی سیاسی تحریک ص۱۲۲) (باقی اگلے صفحہ پر)

المماتؔ سے پیش کیا جاتا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی کی انگریزوں سے وفاداری

یہ بتادینا ضروری ہے کہ میاں صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء میں جبکہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریز سے جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیے نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ہلڑ تھا بہادر شاہی نہ تھی۔ وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا۔ بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ باغیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہو رہے تھے کرتے تو کیا کرتے۔

(الحیات بعد الممات ص۱۲۵)

میم کی خدمت

وہابیوں کے قاضی مظفر حسین اپنے میاں نذیر حسین دہلوی کا میم کی خدمت کا تذکرہ ان الفاظ میں درج کرتے ہیں کہ:

"عین حالت غدر میں جبکہ ایک بچہ[1] انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا۔ مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے پناہ دی۔ علاج کیا۔ کھانا دیتے رہے اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذرہ برابر خبر ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں دیر نہ لگتی مگر ساڑھے تین مہینہ تک کسی کو بھی معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں۔ تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان میم کو جو اب بالکل تندرست اور توانا تھی۔ انگریز کے کیمپ میں پہنچا دیا۔ جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور سارٹیفکیٹس ملیں۔ (الحیات بعد الممات ص۱۲۷)

(بقیہ صفحہ ۳۵۱) میاں صاحب کو زبدۃ المحدثین شمس العلماء اور ختم المحدثین اور مجدد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر)

[1] بچوں کو تو سمجھ آگئی کہ انگریز ہمارا دشمن ہے اسلام کا دشمن ہے۔ مگر وہاں کے محدث میاں نذیر حسین دہلوی کو سمجھ نہ آئی۔

قارئین کرام! یہ انگریز سے وفاداری نہیں تو اور کیا ہے۔ غلامی کے صلہ میں انگریز کے وظیفہ خوار غیر مقلدین وہابیوں کے امام سردار اور استاذ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نکلے جن کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشاق محفل میلاد شریف منانے والے اہلسنت وجماعت اور تقلید کرنے والے جن میں محدثین، مفسرین اور اولیاء کاملین بھی داخل ہیں مشرک و بدعتی ہیں۔ نیز ایسے مولویوں کی محفل وعظ میں شریک ہونا اور وہاں پر ان کا وعظ سننا منع ہے۔[1]

میاں نذیر حسین کو میم کی خدمت کے سلسلہ میں سرٹیفکیٹ ملنا!

محمد ایوب قادری نے اپنی کتاب "جنگ آزادی ۱۸۵۷ء" میں لکھا ہے کہ میم کو چھپائے رکھنے اور اس کی خدمت کرنے کے صلہ میں میاں نذیر حسین کو ایک سرٹیفکیٹ ملا تھا۔ وہ سرٹیفکیٹ محمد ایوب صاحب قادری نے درج کیا ہے جو کہ ہم بھی درج کرتے ہیں:

دہلی مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۶۷ء

ڈبلیو۔ جی۔ واٹرفیلڈ۔ قائم مقام کمشنر دہلی

مولوی نذیر حسین نے اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین نے اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالت مجروحی میں انہوں نے ان کا علاج کیا ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا۔ اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا۔"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص۴۱۲)

میم کی جان بچانے کے سلسلہ میں ملازمت کا خواب: محمد ایوب قادری

[1] بدعتی مولویوں کے وعظ جو اندر جو باتیں خلاف قرآن و حدیث ہوں ان کو سامعین خیال میں نہ لادیں اور باتوں کو خیال میں لادیں۔ صحیح نہیں کیونکہ ہر شخص کو اس کی تمیز نہیں اس کی مجلس وعظ میں شریک نہ ہو۔ الحاصل بدعتی

لکھتے ہیں کہ:

"مسز لیسنس کی جان بچانے میں شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد بھی شامل تھے۔ اور بقول افتخار عالم مارہروی اس انگریز خاتون کو وہی اُٹھا کر لائے تھے۔ اور جنگ آزادی کے بعد جب ڈپٹی نذیر احمد دہلی کے ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہوئے تو میاں نذیر حسین کے صاحبزادے مولوی شریف حسین نے اس کو اپنے باپ کا حق سمجھا۔ مولوی افتخار عالم مارہروی کا بیان ہے۔ مولوی شریف حسین نے دعویٰ کیا کہ مولوی نذیر احمد صاحب کو جو نوکری مل گئی ہے وہ میرے باپ مولوی نذیر حسین صاحب کا حق ہے۔"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص۲۱۱)

قارئین کرام! یہ انگریز سے وفاداری نہیں تو اور کیا ہے۔ غلامی کے صلہ میں انگریز کے وظیفہ خوار پٹھو غیر مقلدین حضرات کی مقتدر شخصیتوں مثلاً مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبدالجبار غزنوی اور حافظ عبدالمنان وزیر آبادی وغیرہم کے اُستاذ میاں نذیر حسین دہلوی بھی نکلے۔

نذیر حسین دہلوی کی وفاداری کی حکومت برطانیہ سے تائید

مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے حج کا سن ۱۳۰۰ھ میں ارادہ کر لیا۔ کمشنر دہلی سے مُلاقات کر کے حج پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تو کمشنر دہلی نے آپ کو ایک چٹھی مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء کو دی جس کا ترجمہ پڑھیے:

سفارشی چٹھی

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں۔ جنہوں نے نازک وقت میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے۔ وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے مکہ جاتے ہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ جس

وعظ سننا نہیں چاہیے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص۲۴۳ ج ا مطبوعہ دہلی)

کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے۔ وہ ان کو مدد دے گا۔ کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط جے۔ ڈی۔ ٹریملیٹ بنگال سروس کمشنر دہلی و سپرنٹنڈنٹ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

(الحیات بعد الممات)

ناظرین کرام! یہ وہابیوں کے محدث نذیر حسین دہلوی کی سوانح عمری سے اقتباسات پیش کیے گئے ہیں۔ انصاف پسند غیور مسلمان میاں صاحب کے حج پر جانے کا واقعہ پڑھ کر فوراً یہ کہے گا۔

سو چوہا کھا کے بلی حج کو چلی!

انگریز نوازی کے صلہ میں شمس العلماء کا خطاب

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کو غیر مقلدین وہابی حضرات شمس العلماء بھی لکھتے ہیں۔ یہ خطاب انگریزوں نے میاں صاحب کو ان کی انگریزوں سے وفاداری اور ان کی نیاز مندی کے سلسلہ میں ہی دیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۲ رجون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱ر محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بروز سہ شنبہ کو ملا۔"

(الحیات بعد الممات ص۱۸۰)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل اور میاں نذیر حسین دہلوی کے بعد اب وہابیہ کی تیسری مقتدر شخصیت جو ان کے ہاں مفسر، محدث بھی کہلاتے جاتے ہیں۔ اور نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ان کی انگریز دوستی۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین علیہم الرضوان سے مدد مانگنا ان وہابیوں کے نزدیک شرک ہے۔ مگر اعداء دین اور اولیاء الشیطان سے مدد مانگنا جائز ہے (العیاذ باللہ) اس بڑے مذہب پر لعنت بھیجئے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

برٹش نوازی اور حکومتِ برطانیہ سے وفاداری ملاحظہ فرمائیں:

نواب صدیق حسن بھوپالوی کی انگریز نوازی

سیاست کی وجہ سے مذہب تبدیل کرنا | نواب صدیق حسن بھوپالوی کے متعلق مولوی عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ:

"مولانا ولایت علی کی جماعت کے دوسرے ممتاز عالم نواب صدیق حسن خاں ہیں۔ اپنی کتاب الحطہ کی تصنیف تک حزب ولی اللہ کے معاون کی ترجمانی کرتے رہے۔ لیکن اس کے بعد ان کی سیاسی مصلحت نے ان کو امام شوکانی کے اتباع پر مجبور کر دیا"۔

(شاہ ولی اللہ اور اُن کی سیاسی تحریک ص۱۳۴)

نواب صدیق حسن بھوپالوی خود اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ؔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے نواب صدیق حسن بھوپالوی کے متعلق لکھا ہے کہ اُس میں خودنمائی اور خودستائی تھی چنانچہ ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ اس خاکسار (بٹالوی) نے رسالہ سبیکۃ الذہب الابریز فی کتاب اللہ العزیز (جو مولوی بدیع الزمان صاحب برادر مولوی وحید الزمان صاحب کی تالیف کے قلمی نسخہ پر (جو چھپنے کے واسطے شیخ محی الدین کتب فروش لاہور کے پاس پہنچا۔ اور میری نظر سے گزرا) نواب صاحب کی قلم سے لکھے ہوئے الفاظ حوشی زائد بچشم خود دیکھے جو نواب صاحب کی تعریف میں اُسی کتاب کے صفحہ ۶ میں درج ہیں "الامام العلامۃ الحبر الفہامۃ البرکۃ الشاملۃ لمن ہو فی الہند والتہامہ" اور اُسی دن سے خاکسار (بٹالوی) نواب صاحب کے تقویٰ اور اخلاص کا معتقد نہیں رہا۔ (اشاعۃ السنۃ ص۱۵۱ نمبر ۶ جلد ۲۱)

ؔ وہابیہ کے مولوی اسماعیل سلفی ناظم کانگریس آف گوجرانوالہ نے نواب صدیق حسن بھوپالوی کے متعلق لکھا ہے کہ: دقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ، زہد و تقویٰ کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اُونچا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

"میں تیس سال کامل سے متوسل و متوطن اس ریاست بھوپال کا ہوں۔ اور ہمیشہ معزز و مکرم رہا۔ رئیسہ معظمہ (بھوپال) نے زوجیت سے مجھے عزت و افتخار بخشا۔ اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ و حسب مرضی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا۔ اور چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطاب 'معتمد المہامی' سے سرفرازی ہوئی۔ حکام عالی منزلت یعنی کارپردازانِ دولتِ انگلشیہ کو تجربہ اس ریاست کی خیر خواہی اور وفاداری عموماً اور اس بے صولت و دولت (صدیق حسن خاں بھوپالوی) کا خصوصاً ہو چکا ہے"۔ (ترجمان وہابیہ ص۱۹، ۲۸، ۲۹)

قارئین حضرات! نواب صدیق حسن بھوپالوی کی مندرجہ بالا تحریر میں وہابیوں کے بزرگ نے اپنی بے غیرتی اور حیاسوز کارنامہ کا تذکرہ کس طرح فخریہ طور پر کیا ہے۔ اب نواب سے انگریزی کی حمایت میں جو فتوے دیا۔ وہ پیش کیا جاتا ہے:

انگریزوں سے مسلمانوں کا جہاد جہاد نہ تھا | نواب صدیق حسن بھوپالوی نے اپنے فتوے میں انگریزوں کے ساتھ مسلمانوں نے جو جہاد کیا اُس کو جہاد قرار نہیں دیا بلکہ فساد قرار دیا ہے۔ وہ فتوے ملاحظہ فرمائیں:

"زمانہ غدر میں جو لوگ سرکار انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔ ہم (نواب صدیق حسن بھوپالوی) نے اپنی کتاب ہدیۃ السائل میں اوّلاً اور کتاب روضِ خصیب میں ثانیاً

(بقیہ صفحہ ۳۵۴) اور فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے۔ بہت سے اکابر قدماء سے بھی ان کی نسبت صاف معلوم ہوتی ہے۔ (حیات النبی ص۲۹۶، ۲۹۷) مولوی اشرف سندھو نے لکھا ہے کہ نواب صدیق حسن خان اہلحدیث مسلک کے علمبردار ہیں۔ اور وسیع النظر محقق ہیں (تاریخ التقلید ص۱۴۹) نواب صدیق حسن بھوپالوی کو مجدد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۸، ۲۸ جون ۱۹۱۲ء)

اور بڑا گناہ ہونا عہد شکنی کا اور جائز نہ ہونا جہاد کا ہندوستان میں کتاب عوید العوائد میں ثالثاً اور حال وہابیوں کا تواریخ علماء عیسوی سے کتاب تاج مکلل میں رابعاً لکھا ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ بغاوت جو ہندوستان میں یہ زمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے۔ جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن کا اٹھانا چاہتے ہیں۔

(ترجمان وہابیہ ۴۸ ص)

ناظرین کرام! نواب صدیق حسن بھوپالوی کے بعد وہابیہ کے غزنوی خاندان کے روح رواں عبداللہ غزنوی کا بھی حال پڑھ لیجئے:

مولوی عبداللہؒ غزنوی اور صدیق پشاوری

انگریزوں کی میم کی خدمت کے صلہ میں انعام

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جو کہ مولوی عبدالجبار غزنوی کے والد اور داؤد غزنوی کانگریسی کے دادا جان تھے۔ وہ بھی انگریز کے پٹھو اور وفادار تھے۔ اور وفاداری کے سلسلہ میں انعام یافتہ تھے۔ محمد ایوب قادری نے میم مسز لیسنس کی جان بچانے اور اس کی خدمت کرنے کے سلسلہ میں مولوی عبداللہ غزنوی کا نام بھی میاں نذیر حسین دہلوی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ تحریر یہ ہے:

لہ مولوی عبداللہ غزنوی کے متعلق بٹالوی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ اہلحدیث پنجاب و ہندوستان کے بہت لوگوں کے امام تھے۔ ہمارے مرشد واقعی عمل بالسنۃ اور زہد میں امام تھے۔ (اشاعۃ السنۃ ص ۱۷۰ تا ۱۶۹ نمبر ۶ جلد ۱۲) مولوی عبداللہ غزنوی کو مجدد لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر)

"مولوی حفیظ اللہ خاں اور مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین نے اور ان کے شاگرداں مولوی محمد صدیق پشاوری اور مولوی عبداللہ غزنوی نے ایک میم کو زخمی پاکر امن دیا۔ اور اپنے گھر میں لے جاکر اس کے زخموں کا علاج کر کے جب موقع پایا سرکاری کیمپ میں پہنچا دیا۔ جس پر ان کو سرکار کی طرف سے انعام و اکرام بھی ہوا۔"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۴۱۵)

محمد حسینؒ بٹالوی کی انگریز نوازی

وہابیہ نجدیہ کے سید احمد بریلوی، مولوی اسماعیل دہلوی قتیل، میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن بھوپالوی، عبداللہ غزنوی، صدیق حسن پشاوری کے بعد اب وہابیوں کی عظیم المرتبت شخصیت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی انگریز نوازی کا کردار ملاحظہ فرمائیں:

سرکار انگریزی کی اطاعت واجب ہے

ممدوح الوہابیہ مسعود عالم ندوی نے غیر مقلدین وہابی حضرات کی برٹش حکومت کی حمایت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:

"آگے چل کر جب مجاہدین کی دار و گیر شروع ہوئی۔ اور ہر آمین بالجہر کہنے والے پر وہابی کا شبہ کیا گیا۔ اور وہابی کے معنے سرکاری زبان

لہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو اپنے فرقہ وہابیہ کا مجتہد لکھا ہے (اہلحدیث امرتسر ص ۱۳ / ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء) بٹالوی کو جماعت اہلحدیث کے بہت بڑے بزرگ لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۱۲ / ۵ فروری ۱۹۴۳ء)۔ امرتسری نے بٹالوی کو اپنے فرقہ کے آنریبل اور لاٹ مولوی لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۶ / ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء) فاضل حدیث اور محدث لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۱۳ / یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء)

میں باغی کے ہو گئے۔ تو ہندوستان کی جماعت اہلحدیث موجودہ شکل میں نمایاں ہو گئی۔ اور ان کے سرگروہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے سرکارِ انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا۔ اور یہ کہ وقت کے بعض مشہور حنفی علماء کو سرکار سے بغاوت کے طعنے دیئے۔ مولوی محمد حسین صاحب اور ان ہی جیسے بعض علماء اہلحدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ جماعت اہلحدیث کا عام رجحان فروعی مسائل تک محدود ہو کر رہ گیا۔" (ہندوستان میں پہلی تحریکِ اسلامی صفحہ ۲۹)

برٹش حکومت کی موافقت

غیر مقلدین حضرات کے ہی ندیم کو موی وہابی اکابر سے انگریزوں کی حمایت کا اقرار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"یہ صحیح ہے کہ (مولوی محمد حسین بٹالوی) کے قلم سے برٹش حکومت کی موافقت میں کچھ مضامین ان کے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہوتے۔" (الاعتصام لاہور ص۵ کالم ۲، ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی لڑنے والے سب باغی ہیں!

نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی کی کتاب ترجمان الوہابیہ میں درج ہے کہ: ۱۸۷۵ء میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین لاہور نے بجواب سوال و مسئلہ اور اس فتوے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹِ ہند مسلمانانِ ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اُٹھانا چاہیئے یا نہیں۔ یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جہاد اور جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے۔ اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اس بادشاہ کے کہ جس نے آزادگی مذہب دی ہے۔ ہتھیار اُٹھاتے ہیں۔ اور

مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں۔ اور مستحقِ سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔ پھر مولوی محمد حسین نے اپنے اسی دعوے اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب و اطرافِ ہند کے پاس اپنے فتوے جوابی کو بھیج دیا۔ اور اچھی طرح سے مشتہر کیا۔ اور کل علماءِ ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق میں اقرار مہری اور دستخطی کرا لیا۔ کہ عموماً مسلمانانِ ہند کو ہتھیار اُٹھانا اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلافِ مسئلہ سُنّت و ایمان موحدین ہے اور نیز کل علماء ملک پنجاب و ہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کی کی ہے۔ اور اپنے اپنے دستخط اور مہر کرکے مولوی محمد حسین کو اس فتوے میں بہت سچا اور پکا کہا۔ سب نے اپنی اپنی رضا سے اسلامی و ایمانی سے اس فتوے کو قبول کیا ہے۔ اور جانا اور مانا ہے۔ کہ بمقابلہ گورنمنٹِ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اُٹھانا خلافِ ایمان و اسلام کے ہے۔ پھر مولوی محمد حسین نے اس بات کی استدعا کی تھی۔ کہ وہابیانِ ملک ہزارہ کے نزدیک ایک عالم الٰہی بذریعہ مسلمانانِ ہند کے بھیجا جاوے اور وہ مع اس فتوے کے جا کر اس نا سمجھ گروہ کو مطلع کر دے کہ جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کے ممنوع ہے اور نیز ان کو آگاہ کر دے۔ کہ ان کی نافہمی کے خونریزی و قتال و جہاد پر سخت گناہ ثابت ہے۔ اور سب کا گناہ ان کے سر پر وارد شرعی ہے اور جو کہ از روئے شریعتِ اسلام برٹش گورنمنٹ ہند سے جہاد کرنا خلافِ طریقۂ اسلام و شریعت حقّہ کے ہے۔ اس لیے ان کو خیر خواہی گورنمنٹ ہند میں برابر مستعد رہنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ دعوے ارسال رسل مولوی محمد حسین نے کا سر ہنری ڈیوس لفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب کے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا۔ بجواب درخواست مذکور لفٹیننٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین کا شکریہ خیر خواہی ادا کیا۔"

(ترجمان الوہابیہ ص ۶۱-۶۲)

بٹالوی کا اصل فتوے

اب وہابیوں کے مجتہد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا وہ اصل فتوے جس میں انگریزوں کی

صریحاً حمایت کرتے ہوئے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کی ممانعت کا فتوائے دیا۔
ہے پیش کیا جاتا ہے:

"ہم لوگوں کو رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کو جو گورنمنٹ کے عہد و امن میں ہیں اور ان کی طرف سے شعارِ دین کے ادا کرنے میں خود مختار و آزاد ہیں اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ ص۱۴ ضمیمہ ۹ ج ۲)

غیر مقلدین وہابیوں کے سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے فتوائے کو بھی بٹالوی نے درج کیا ہے۔ کہ سید احمد صاحب، مولوی اسماعیل صاحب نے انگریزوں سے جہاد کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ اور مولوی اسماعیل صاحب نے کلکتہ میں برملا مجلسِ وعظ میں کہا کہ ہم کو انگریزوں سے جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ ص۵ ضمیمہ ۶ ج ۲)

وہابیوں کے محدث بٹالوی نے صرف فتوائے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انگریزوں کی حمایت کرتے ہوئے ان سے جہاد کی ممانعت پر "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" نامی کتاب لکھ دی۔

اور مسعود عالم ندوی رقمطراز ہیں:

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکارِ برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ الاقتصاد فی المسائل الجہاد ۱۲۹۲ھ میں لکھا۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔ یہ رسالہ سر چارلس ایچی سن اور سر جیمس لائل گورنروں پنجاب کے نام معنون کیا گیا مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا پھر مزید مشورہ و تحقیق کے بعد ۱۳۰۰ھ میں باضابطہ کتابی شکل میں شائع ہوا۔" (جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ص۶۴ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۲۱۲)

اس سلسلے میں خود مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

"اگرچہ اس مضمون منسوخیِ جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں نے بھی لکھے ہیں۔ لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالے میں ہے وہ آج تک کی کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی۔ وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا۔ اس گروہ کے عوام و خواص نے اس کو پسند کیا۔ اور اس سے اپنی آراء کا توافق ظاہر کیا اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے مؤلف (محمد حسین بٹالوی) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سُنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا وہاں اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا۔" (جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ص۶۴)

انگریزوں کی حمایت میں بٹالوی کا کتاب لکھنا

مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ:

"اس کتاب پر (مولوی محمد حسین بٹالوی) انعام سے بھی سرفراز ہوئے۔ جماعت اہلحدیث کو فرقے کی شکل دینے میں ان کا خاص حصہ ہے۔ اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اس سادہ لوح فرقے میں وفاداری کی خو بُو پیدا کی۔ نہ صرف یہ ہوا بلکہ دوسرے معاصر علماء کو سرکار کی مخالفت کے طعنے بھی دیئے۔"

مسعود عالم ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکارِ انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔ اس رسالے کا پہلا حصہ پیشِ نظر ہے پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔"

(جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ص۶۵،
ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۲۱۲، ص۲۹)

وہابی کی بجائے اہلحدیث کہلانے کیلیے بٹالوی کا انگریزوں کی خوشامد کر کے منظوری لینا !

انگریز بٹالوی کے شکر گزار تھے۔ بٹالوی کو جاگیر بھی دی اور انعام سے بھی سرفراز کیا۔ بٹالوی نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے لیے وہابی کی بجائے اہلحدیث کا نام مروج و مشتہر کیا۔ انہوں نے باقاعدہ حکومت برطانیہ کی وفاداری کا اعلان کیا۔ بٹالوی نے سرکاری تحریرات میں وہابی کی بجائے اہلحدیث لکھے جانے کے احکام جاری کرائے۔

محمد ایوب قادری لکھتے ہیں کہ :

" انہوں نے ارکانِ جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کر دی۔ اس درخواست پر سر فہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آ گئی۔ کہ آئندہ وہابی کی بجائے اہلحدیث کا لفظ استعمال کیا جائے "

(جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء از ایوب قادری)

قارئین کرام ! اس درخواست کا جواب اور منظوری اصل انگریزی مضمون کی درج کرنا از حد مفید ہو گا۔ پڑھیے اور وہابیوں کی کارستانیوں کا اندازہ لگائیے ! درخواست کی منظوری انگریزی میں خود وہابیوں کے اخبار اہلحدیث امرتسر نے درج کی ہے :

No : 137

FROM

W. M. young Esque,
Sectretary to the Government
of the Punjab.

To,

Moulvi Abu Said Mohammad Hussain
Editor of the 'Ashaat-ul-Sunnah'
Lahore.

D/Lahore 19th January 1887.

Sir,

In reply to your letter No, 195 of the 12th May last, asking that the use of the expression Wahabi in reference to member of the community which you claim to represent may be prohibited in Government-orders.

"I am directed to forward the enclosal copy of a letter No 1758 dated the 3rd from the officiating secretary to the Government of India, in the Home Department," the discontinuance of the use of the term Wahabi in official correspondence.

2. I return the books recieved with your

letter No. 547/ of the 21st September last, together with the original signed notice which you have been good enough to submit in your subsequent letters for the perusal of Government.

I have the to

be Sir

Your most obedt Servant

Sd/

for the secretary to the

Government of the Punjab.

Copy of a letter No 1758 dated the 3rd December 1886 from the officiating secretary to the Government of the India Home department to the secretary Government of the Punjab.

ترجمہ: صاحب ڈبلیو۔ ایم ینگ بہادر سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ بذریعہ چھٹی نمبری ۱۲۷ مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۸۸۶ء بنام مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ لاہور بجواب چھٹی نمبری ۱۹۵ مورخہ ۱۲ر مئی ۱۸۸۶ء تحریر کرتے ہیں کہ حسب درخواست آپ کی کہ لفظ وہابی اس جماعت کے لیے سرکاری کاغذات میں استعمال نہ کیا جائے۔

۲۔ کتابیں جو آپ نے چھٹی نمبری ۵۴۷ مورخہ ۲۱ر ستمبر ۱۸۸۶ء مع اصلی دستخط شدہ نوٹس جو آپ نے اپنے سابقہ خط کے ساتھ گورنمنٹ کے ملاحظہ کے لیے بھیجی تھیں واپس کی جاتی ہیں۔

چھٹی نمبری ۱۷۵۸ مورخہ ۳ر دسمبر ۱۸۸۶ء از صاحب قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ بنام صاحب سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بجواب آپ کی چھٹی نمبر ۱۰۴۴ مورخہ ۱۸ر جون ۱۸۸۶ء آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر جناب سی آئی ایچ کسن سے اتفاق رائے کرتے ہیں کہ آئندہ سرکاری خط و کتابت میں وہابی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۸۶۷ ۲۶ر جون ۱۹۰۸ء)

نواب صدیق حسن کی تصدیق

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی کی کتاب ترجمان وہابیہ کے آخر میں اس درخواست کا اور انگریزوں سے اس کی منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے۔

’فرقہ موحدین لاہور نے صاحب بہادر موصوف کی روبکاری میں استدعا پیش کی کہ موحدین جو لفظ بدنام وہابی سے پکارے جاتے اور اطلاق اس لفظ کا عامۃً موحدین پر کیا جاتا ہے سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آئندہ فرقہ ہائے موحدین لفظ بدنام وہابی سے نہ مخاطب کیے جاویں۔ چنانچہ لفٹیننٹ گورنر بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃً نہ ہو اور خصوص جو لوگ کہ وہابیان ملک ہزارہ سے نفرت ایمانی رکھتے ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیرخواہ ہیں۔ ایسے فرقہ موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہوں۔‘ (ترجمان وہابیہ ص۶۲)

عبد المجید سوہدروی کی تصدیق

غیر مقلدین حضرات کی مقتدر شخصیت مولوی عبد المجید سوہدروی جو کہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے شاگرد اور دیوبندیوں کے شیخ التفسیر احمد علی صاحب لاہوری کے داماد بھی تھے۔ نیز ایک عرصہ تک سوہدرہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے اخبار اہلحدیث اور مسلمان شائع کرتے رہے ہیں۔ جمعیت وہابیہ کے ذمہ دار عہدیدار بھی رہ چکے ہیں۔ نے

بھی اپنی کتاب سیرت ثنائی میں بھی اس منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"(بٹالوی نے) اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی۔ لفظ وہابی آپ ہی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا۔ اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔" (سیرت ثنائی ص۳۷۲)

ناظرین حضرات! مندرجہ بالا وہابی اکابر کی اپنی ہی تحریروں سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابیوں کو اہلحدیث انگریزوں نے بنایا ہے۔ اور وہ بھی انگریز نوازی کے صلہ میں ان کو یہ نام بخشیش کیا گیا ہے۔ مجتہد الوہابیہ نے انگریز نوازی اور ان کی خوشامد اور کاسہ لیسی میں اسی لیے حد کر دی تھی۔

انگریز کے نیاز مند ہونے کی خود بٹالوی سے تصدیق

چنانچہ محمد ایوب قادری وہابی لکھتے ہیں

مولوی بٹالوی صاحب کے رسالہ اشاعۃ السنۃ کے حوالہ سے ان کی انگریز سے نیازمندی، خوشامد اور کاسہ لیسی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس گروہ اہلحدیث کے خیرخواہ وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی اور روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اس امر کو اپنے قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کے ذریعے سے جس کے نمبر ۱۰ جلد نمبر ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ چکا ہے۔ گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی اُمید ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر جو ایڈریس محمد حسین بٹالوی نے گروہ اہلحدیث کی طرف سے پیش کیا تھا۔ اس میں لکھا تھا۔

یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اس سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

اسی طرح لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی سبکدوشی پر جماعت اہلحدیث نے ایک خوشامدانہ ایڈریس دیا۔ جس پر سب سے پہلے شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد ابوسعید محمد حسین وکیل اہلحدیث مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر مولوی قطب الدین پیشوائے اہل حدیث روپڑ مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری مولوی محمد سعید بنارسی، مولوی نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس کے دستخط ہیں۔

انگریزوں کی والینٹری کی درخواست

فخر الوہابیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے دادا اُستاذ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا انگریزوں کے پٹھو اور وفادار ہونے کے بارے میں واضح الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ:

"جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنی خدمات بذریعہ اشاعۃ السنۃ اور رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا ذکر کر کے مسلمانوں کو رغبت دلائی ہے کہ موجودہ جنگ میں گورنمنٹ کے دشمنوں سے لڑیں۔ اور لکھا ہے۔ گو میں ۸۰ برس کا بوڑھا ہوں۔ اور میں نے تلوار بندوق کبھی نہیں اُٹھائی۔ تاہم گورنمنٹ مجھ کو بطور والینٹر (خدمات کے لیے) بھرتی کرے۔ تو میں حاضر ہوں۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳ کالم ۲، ۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

مندرجہ بالا درخواست میں پورا پورا انگریزوں کا پٹھو ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اب

تو وہابیوں کو کوئی شک و شبہ نہ رہنا چاہیئے کیونکہ درخواست دینے والے آپ کے بزرگ اور مجتہد محمد حسین بٹالوی ہیں۔ اور اس درخواست کا تذکرہ کرنے والا آپ کا سردار ثناء اللہ امرتسری ہے۔ اور جس اخبار میں یہ درج ہے۔ وہ آپ ہی کا شہرۂ آفاق اور گوہر بار اخبار اہلحدیث امرتسر ہے۔

صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

اسماعیل کانگریسی کی گواہی

غیر مقلدین وہابیہ کے مولوی اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ نے خود بھی اقرار کیا ہے کہ:

"مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی انگریزی حکومت سے تعاون کے حق میں تھے اور بظاہر انگریزی نظام کے ثناخواں"

(تحریک آزادی فکر ص۱۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں کہ:

"ان بے چاروں کو یہ ہوش نہیں رہا کہ وہ اپنے کو سرکار کی زد سے بچانے کی فکر میں کیا کر رہے ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں کو کس پستی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب اور ان ہی جیسے بعض علمائے اہلحدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ جماعت اہلحدیث کا عام رجحان فروعی مسئلوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی میں میاں نذیر حسین دہلوی (جو کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری، ابراہیم میر سیالکوٹی وغیرہم کے استاد تھے) ممد و معاون بلکہ سرپرست و سرخیل رہے"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص۶۶ تا ص۶۸)

قارئین کرام! مستند حوالہ جات سے آپ نے وہابیوں کی سیاسیات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے اکابر کے کارنامے مسلمانوں کے لیے کتنے شرمناک اور خطرناک

ہیں۔ اور یہ لوگ کس قدر انگریزوں کے غلام اور شیدائی تھے۔ آج اگر یہ حضرات کہیں کہ جنگ آزادی میں ہمارے اکابر نے مسلمانوں کی بہی خواہی اور بہتری کے لیے بہت کام کیے اور انگریز کی مخالفت میں پیش پیش تھے کس قدر جھوٹ اور کذب ہے۔

ناظرین! مندرجہ بالا تحریرات کی روشنی میں آپ نے وہابیہ نجدیہ کے مجتہد اور محدث بٹالوی کی انگریز نوازی کا آپ نے اندازہ لگا لیا کہ انگریز کی انتہائی وفاداری کی وجہ ہی سے جملہ مجاہدین اسلام جنہوں نے انگریز کی مخالفت کی اور اس کے خلاف جہاد کیا وہابیوں کے مجدد نے ان کو باغی قرار دے کر ان کی سزا قتل بیان کی ہے نیز ان کو سخت گنہگار قرار دیا ہے۔

بٹالوی نے خود اپنی تحریر میں اس فتویٰ کو تمام وہابیوں کا فتویٰ قرار دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر وہابیوں میں اور بے غیرتی کیا ہو گی عوام کیوں نہ کہے۔

اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے!

اب آپ کو وہابیوں کے سردار اور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری کی سیاست سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں وہابیوں کے روپڑی خاندان کے سرغنہ اور حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کے پیارے چچا جان اور معزز خسر حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کا بیان پیش کر دینا بہت مناسب ہے۔

ثناء اللہ امرتسری نے انگریزوں کی حمایت کا فتویٰ دیا

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اپنے اخبار تنظیم اہلحدیث روپڑ میں اپنے فرقہ کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری نے انگریزوں کی خوشامد میں یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ ترکوں سے لڑائی جائز ہے۔ اسی فتوے کی بناء پر پندرہ لاکھ (انگریزی) ہندوستانی فوج میں سے نو لاکھ مسلمانوں نے

عربوں اور تُرکوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کیا۔
(تنظیم اہلحدیث روپڑ بحوالہ اخبار محمدی دہلی ص۱۲، ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

برٹش گورنمنٹ کے خلاف سازشیں کرنا اسلام کے خلاف ہے

وہابیوں کی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ میں امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تقریر کی روئیداد یوں لکھا ہے:

"مولوی ثناء اللہ امرتسری کی) اثنائے تقریر میں آنریبل مسٹر جسٹس گریوز جج ہائیکورٹ کلکتہ اور مسٹر او۔ ایف۔ جنکسن آئی۔ اسی۔ ایس سیکرٹری بورڈ آف اگزامینرس کلکتہ تشریف لائے۔ اس وقت مولوی صاحب مضمون کے اس حصہ کو بیان فرما رہے تھے کہ:

جس کو سلطنت ملتی ہے۔ خدا ہی کے حکم سے ملتی ہے۔ اور جس سے چھینی جاتی ہے۔ اُس کے حکم سے چھینی جاتی ہے۔ چونکہ بفرمان قرآن شریف سلطنت کا ملنا خدا کے حکم سے ہے۔ اس لیے سلطنت کے برخلاف پوشیدہ سازشیں کرنے کو اسلام روکتا ہے۔"
(روئداد اہلحدیث کانفرنس ص۳۰)

انگریزی حکومت اور اس کے حکام کا شکریہ ادا کرنا

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے کلکتہ کے جلسہ میں انگریزی حکومت کا شکریہ ادا کیا جس کو روئداد میں ان الفاظ میں درج کیا ہے:

"اس کے بعد آپ (مولوی ثناء اللہ امرتسری) نے سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کیا اور ازاں گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے حکام کا پھر اعیانِ جلسہ کا پھر دُعائے قبولیت مانگی۔"
(روئداد اہلحدیث کانفرنس ص۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بعد موجودہ دور کے حافظ عبدالقادر روپڑی کے

چچا جان اور سُسر حافظ عبداللہ روپڑی کی بھی انگریز نوازی ملاحظہ فرمالیں۔

عبداللہ روپڑی اور عبدالستار دہلوی انگریزوں کے غلام تھے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے انگریزوں کی حمایت میں فتوے دینے کا راز فاش وہابیوں کے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے کیا ہے۔ اب حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اور مولوی عبدالستار دہلوی کے انگریزوں کے غلام ہونے کے متعلق وہابیہ کے مشہور اخبار 'محمدی' دہلی نے مولوی عبداللہ صاحب روپڑی سے 'ایک سوال' کی سُرخی جما کر فاش کیا ہے کہ:

'انگریزوں کی حکومت کے غلطے بلکہ غلاموں کے غلام اور وہ چلے ہیں حاکمِ شرعی بننے کو۔' (اخبارِ محمدی دہلی ص۱۱، یکم اکتوبر ۱۹۳۸ء)

ہندوستان میں حکومتِ برطانیہ کی بدولت امن و امان ہوا

وہابیوں کی آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ کے چھٹے سالانہ جلسہ کی کارروائی کی روئداد میں مولوی عبدالمنور صاحب (وہابی)، نائب صدر استقبالیہ کمیٹی نے جو استقبالیہ پڑھا۔ اُس میں واضح الفاظ میں گورنمنٹ انگریزی کو ہندوستان میں امن و امان کا سبب ان الفاظ میں قرار دیا ہے۔

'ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کی بدولت جب امن و امان ہوا۔'
(روئداد اہلحدیث کانفرنس دہلی ص۴)

غیر مقلدین کے مولوی بسم اللہ خان اپنے رسالہ "اعلان دافع بہتان" میں رقمطراز ہیں کہ:

'ہم اس سرکار (انگلشیہ) کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ کیونکہ اپنے شعائر مذہبی آزادی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور کسی طرح ہمارے دین و مذہب میں خلل نہیں۔'
(اعلان دافع بہتان ص۹)

گورنمنٹ انگریزی وہابیوں کے لیے نعمت ہے

وہابیوں کے مولوی عبدالمنور نے کانفرنس کے خطبہ استقبالیہ میں کہا کہ:

"ہم اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا فرضِ منصبی جانتے ہیں۔ جس کی قانونِ آزادی سے ہم کو مذہبی آزادی نصیب ہوئی لیکن ہم نے اِس نعمت کی کوئی قدر نہ کی۔ جوں ہی ہم اِس قسم کی مخالفتوں سے فارغ ہوئے تو آپس کی مخالفت میں پھنس گئے۔ ایک دوسرے کی تکفیر، تفسیق، تبدیع وغیرہ ہمارا شغل ہو رہا ہے جس سے جماعتِ اہلحدیث ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔" (روئدادِ اہلحدیث کانفرنس دہلی ص)

انگریزی حکومت وہابیوں کی حکومت ہے

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی روئداد میں وہابیوں نے برٹش گورنمنٹ کو اپنی گورنمنٹ ان الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"الہ آباد ہماری برٹش گورنمنٹ کے صوبہ اودھ کا جیسا دارالخلافہ ہے"

(روئداد اہلحدیث کانفرنس دہلی ص۲۹)

ناظرین حضرات! مندرجہ بالا تحریرات سے اظہر من الشمس ہے کہ وہابی ٹولہ انگریزوں کا پٹھو اور وفادار تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کا کوئی خیال نہیں کیا بلکہ انگریزوں کی طرف داری کی۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر میں افتراق و انتشار انہیں کی طرف سے شروع ہوتا ہے۔

مدیر ایشیا کی گواہی

غیر مقلدین کے ندیم کوموی لکھتے ہیں کہ: تذکار شہید پر تبصرہ کرتے ہوئے مدیر ایشیا (جو وہابیوں، دیوبندیوں اور مودودیوں کے ممدوح ہیں) رقمطراز ہیں کہ: انگریزوں کے ہمہ گیر غلبہ کے زمانہ میں وہابیت کے نام سے اس تحریکِ اسلامی کو بدنام کرنے کے لیے جو پراپیگنڈہ کیا گیا کہ اس سے وہ طبقہ بھی متاثر ہو گیا۔ جو اس ملک میں اہلحدیث کہلاتا تھا۔

اس کے اندر اتنی جرأت نہ رہی کہ وہ شاہ صاحب کو اپنا ہیرو بنا کر پیش کر سکے۔ بلکہ بڑے بڑے اکابر اہلحدیث بھی اس کوشش میں مصروف ہو گئے کہ وہ انگریزوں کو اپنی خیر سگالی اور وفاداری کا یقین دلائیں۔ (الاعتصام لاہور ص۶ کالم ۱، ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

دیوبندی حضرات کی آماجگاہ اور مرکزی دارالعلوم دیوبند انگریز حکومت کا موافق اور اس کا ممد و معاون تھا۔

مدرسہ دیوبند انگریزی حکومت کے خلاف نہیں بلکہ موافقِ سرکار ہے

دیوبندی "مولوی احسن نانوتوی" کے سوانح نگار نے دیوبندیوں کے مرکزی مدرسہ "دیوبند" کے متعلق حکومتِ برطانیہ کے لفٹیننٹ گورنر کے ایک معتمد انگریز پامر نامی کا تاثر اِس طرح درج کیا ہے کہ:

"اِس مدرسہ (دیوبند) نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اِس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درجِ ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے۔ وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافقِ سرکار ممد و معاون سرکار ہے۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص۲۱۷ مطبوعہ کراچی)

ناظرین! جو مرکزی مدرسہ انگریزوں کا پٹھو ہو تو وہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے بھی یقیناً انگریزوں کے پٹھو اور نمک خوار ہوں گے۔ یہ دیوبندیوں کے ماتھے پر ایک ایسا بدنما داغ ہے جو قیامت تک نہیں اُتر سکتا۔

علماء اہلسنت وجماعت کا مطالبہ

مسلک اہلسنت وجماعت (بریلوی) کے علماء اکثر و بیشتر مرتبہ حکام بالا کو اس حقیقت سے باخبر کرتے رہتے ہیں کہ ہندوستان سے دیوبندی مولویوں کا آنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ مختلف بہانوں سے پاکستان آتے ہیں۔ دراصل ان کا آنا پاکستان میں تخریبی کارروائی کرانا مقصود ہے۔ دیوبندیوں نے پاکستان بننے کی سر توڑ مخالفت کی تھی۔ اور پاکستان کے قیام کا نعرہ بلند کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی ببانگِ دُہل نہ صرف مخالفت ہی کی بلکہ اس پر طرح طرح کے فتوے لگاتے۔ نظریۂ پاکستان کا استہزاء اڑایا اور طنزیں کیں۔ بلکہ جب پاکستان بن بھی گیا تب بھی اس کو بازاری عورت، پلیدستان، خاکستان، سانپ اور گناہ جیسے نازیبا الفاظ سے یاد کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ ایسے حضرات ملک وملت کے کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ حکومت کو ان پر کڑی نظر رکھنی چاہیے اور دوسرے ممالک سے ان کی آمد و رفت بند کرنی چاہیے۔

دیوبندی وہابی مولویوں کا پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کرنا

روزنامہ کوہستان لاہور نے اپنی ۲ نومبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:

"بھارت سے ہر سال حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ احراری مولوی یا کانگریسی مولوی کو بھیجا جاتا ہے۔ جو پاکستان کے خلاف اور بھارت کے حق میں پراپیگنڈا کرتا ہے۔" (کوہستان ۲ نومبر ۱۹۵۶ء)

احرار علامہ اقبالؒ کے نظریہ کے مخالف تھے

مصورِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم انگریز کے خلاف آواز اٹھاتے رہے اور یہ

دیوبندی مولوی انگریز سے وظیفہ حاصل کرتے رہے۔ اس لیے خود دیوبندیوں احراریوں نے یہ حقیقت رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں تسلیم کی ہے کہ:

"احرار اور علامہ اقبال کے نظریوں کے درمیان کھلا ہوا تصادم موجود تھا۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۸)

علامہ اقبالؒ علیہ الرحمۃ کے حسین احمد مدنی کے متعلق اشعار

علامہ اقبال نے جب دیوبندی مولویوں کے سردار مولوی حسین احمد مدنی کے نظریات کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کے خلاف پایا تو لکھا:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اسی لیے دیوبندی مولوی عامر عثمانی نے دیوبند سے ہی شائع ہونے والے اپنے ماہنامہ "تجلی" میں دیوبند مدرسہ کے متعلق ایک نظم شائع کی ہے جس کا عنوان ہے:

دیوبند سے

کیا گردشِ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں — دیوبند تیرا حالِ زبوں دیکھ رہا ہوں
سمٹا ہوا ساحل ہے کہ ٹھیری ہوئی موجیں — کیوں تیرے سمندر میں سکوں دیکھ رہا ہوں
اُٹھے تری آغوش سے کتنے ہی مجاہد — اغیار کا اب صیدِ زبوں دیکھ رہا ہوں
اللہ رے یہ مسندِ افتاء کی اہانت — اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

آوارگیٔ فکر و نظر اہلِ حرم کی! — نا پختہ مگر جوششِ جنوں دیکھ رہا ہوں
جو داعیٔ اسلام تھے وہ دیش بھگت ہیں — نیرنگیٔ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں
اسلاف کے دل بھی ترے فتووں سے ہیں مجروح — تکفیر کا یہ شوقِ فزوں دیکھ رہا ہوں
غیروں سے ہے اُلفت تجھے اپنوں سے ہے اُلجھاؤ — بدلا ہوا اندازِ جنوں دیکھ رہا ہوں
یہ منصبِ افتار اِرے فتووں کی یہ اندھیر — فنکاریٔ شیطان کا فسوں دیکھ رہا ہوں
پنہاں اسی تخریب میں تعمیر کے انوار — چھٹ جائیں گے بادل یہ شگوں دیکھ رہا ہوں
حق گوئی و بیباکیٔ اسلاف کی سوگند — تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں
کس برق نگاہی کا یہ اعجاز ہے افسرؔ — اب شعلہ فشاں سوزِ دروں دیکھ رہا ہوں

(ماہنامہ تجلی دیوبند ص۵۲ مئی ۱۹۵۷ء)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی انگریزوں سے ماہانہ مدد ملتی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے خود اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

اشرف علی تھانوی کو انگریز کی طرف سے چھ سو روپیہ ماہانہ وظیفہ

"حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ..... ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔" (مکالمۃ الصدرین ص۹)

غیر مقلد دیوبندی وہابیوں کی تبلیغی جماعت کے بانی کو بھی انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔ اس کا ذکر بھی دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمان صاحب نے کیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی کو انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا!

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب ..... کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہوگیا۔" (مکالمۃ الصدرین ص۸)

جمعیت علماءِ اسلام انگریزوں کی مالی امداد اور ایماء پر بنائی گئی تھی

دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمٰن کی تقریر کا خلاصہ دیوبندی حضرات کے دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور کے شائع کردہ رسالہ مکالمۃ الصدرین میں ان الفاظ میں درج ہے:

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلماءِ اسلام[1] حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔" (مکالمۃ الصدرین ص۷)

دیوبندی وہابی مولویوں نے جو انگریزی حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون قرار دیا۔ یہ اسی امداد کا ہی کرشمہ تھا۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی احسن نانوتوی کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

[1] آج کل جمعیت علماءِ اسلام کے صدر مفتی محمود صاحب ہیں۔ خود ہی ان حضرات کی غیرت و حمیت کا اندازہ لگائیں۔